بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحیم

ماہنامہ

اخبار احمدیہ

جرمنی

جماعت احمدیہ جرمنی کا ترجمان

جلد نمبر۔11 مدیر: نعیم احمد نیّر کتابت و ڈیزائننگ: رشید الدین، عاصم شہزاد، ماہ۔اخاہ۔ہجری شمسی، 1385 بمطابق۔اکتوبر 2006ء شمارہ نمبر 10

بینز ہائیم میں اسلام احمدیت کا تعارفی پروگرام

مذہبی رواداری، امن کی ضمانت ہے، مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب

مسجد ''فریق مخالف'' کو قریب آنے کا موقع فراہم کرتی ہے، اخبار i.punkt

مورخہ، 16 اگست کو لوکل امارت بینز ہائم کے انتظام کے تحت شہر بینز ہائیم میں ایک میٹنگ کا اہتمام کیا گیا جس کا مقصد شہر کی انتظامیہ، شہریوں کو جماعت کا تعارف کروانا نیز آپس کے روابط بڑھانا تھا۔

ضلع کی مرکزی حکومت میں نمائندہ محترمہ ''لام بریخٹ'' (Lambrecht) کو اس تقریب کے لئے خاص طور پر مدعو کیا گیا تھا۔انہوں نے کہا کہ ہم نے نیشنلیٹی کے امتحان کے لئے جو سوالات رکھے ہیں اس سے نئے شامل ہونے والے شہریوں میں سیاسی شعور بیدار ہوگا۔مزید ہمارے مسلمان شہری بھی جمہوری قدروں سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اپنی رائے کا کھلے عام اظہار کر سکیں گے۔ہمارا ارادہ ہے کہ آئندہ چند سالوں میں سرکاری و نیم سرکاری اداروں میں دس فیصد، بیرون ممالک سے آئے ہوئے افراد (Auslender) کو بھرتی کیا جائے۔

اس کے علاوہ سیاسی پارٹی SPD کے نمائندے جناب ڈاکٹر وُلف صاحب نے بھی شرکت کی اور کہا کہ باہمی گفت و شُنید اگر کھلے عام، شفاف اور نتیجہ خیز ہو تو عوام کے علم میں اضافہ کا موجب بنتی ہے۔ہمارے پاس جماعت کی شکایات آئیں جس کے نتیجہ میں ہم نے آپ کا گہرائی سے جائزہ لیا، مرکز سے مکرم عبداللہ واگس ہاوزر صاحب امیر جماعت احمدیہ جرمنی کے علاوہ نیشنل صدر صاحبہ لجنہ، بھی موجود تھیں۔اس میٹنگ میں لوکل امارت کے تینوں حلقوں سے طلبا و طالبات نے بھی شرکت کی باہمی گفت و شُنید کے لحاظ سے یہ میٹنگ کافی کامیاب رہی۔بینز ہائم میں احمدیہ مسجد زیر تعمیر ہے۔اس کی تعمیر کی اجازت ملتے ہی شہر میں کچھ شر پسند عناصر نے اس کے خلاف پروپیگنڈا کرنا شروع کر دیا تھا۔جب کہ شہریوں کی بھاری تعداد نے شرافت کا ثبوت دیتے ہوئے اس طرف کان نہیں دھرے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد کی بنیاد ایک سال پہلے رکھی تھی اور اب یہ اپنی تعمیر کے آخری مراحل میں ہے۔لوکل اخبار i punkt نے مسجد کی تصویر، جس میں سفید گنبد نمایاں نظر آ رہا ہے، سمیت اربع کالمی آرٹیکل شائع کیا۔ اخبار نے خبر کی سرخی لگاتے ہوئے لکھا ''مسجد، فریقِ مخالف'' کو قریب آنے کا موقع فراہم کرتی ہے''۔

''مذہبی رواداری ایک دوسرے کو امن سے رہنے کی ضمانت دیتی ہے۔''اور ''مسجد کا وجود شہر میں اجنبی نہیں بلکہ شہری زندگی کا حصہ بنے گا'' عبداللہ واگس ہاوزر صاحب امیر جماعت احمدیہ جرمنی کے اس بیان کو لوکل اخبار ''i punkt'' نے اپنے اخبار کے آدھے صفحے کی خبر میں پہلی سطور میں جگہ دی۔مکرم امیر صاحب نے مزید فرمایا کہ ''مذہبی مباحثات ہمارے اتحاد کا ستون ہیں۔مخالفت ہمارے لئے کوئی نئی چیز نہیں بلکہ ہم تو اس کے عادی ہو چکے ہیں۔بینز ہائیم کی مسجد سے ہیپن ہائیم، لمپرٹ ہائیم اور فِنگ سٹڈ کے احمدی اپنی مذہبی آزادی کا پورا پورا فائدہ اُٹھا سکیں گے۔

پروگرام کو کامیاب کرنے میں جن احباب نے دن رات ایک کیا، اللہ تعالیٰ انہیں اجر عظیم عطاء فرمائے، آمین۔

(رپورٹ۔محمد ساجد، سیکرٹری امور خارجہ، لوکل امارت)

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

عیسائیت کا انجام اور اسلام کا مستقبل

عیسائیوں کے حملے اسلام پر اس صدی میں بہت تیزی کے ساتھ ہوئے ہیں۔اُن کی زبان درازی اور چھیڑ چھاڑ بہت بڑھ گئی ہے۔اللہ تعالیٰ چاہتا تو ایک دم میں ان کی مخالفانہ کاروائیوں کا فیصلہ کر دیتا مگر وہ اپنا فیصلہ روزِ روشن کی طرح دکھانا چاہتا ہے۔اب وقت آ گیا ہے کہ اس مذہب کی حقیقت دُنیا پر کُھل جاوے۔شیطان کی آدم کے ساتھ یہ آخری جنگ ہے ملائکۃ اللہ آدم کے ساتھ ہیں اور اب شیطان ہمیشہ کے لیے ہلاک کر دیا جائے گا۔میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر میری طرف سے اس مُردہ پرستی کے دُور کرنے کے لیے کوئی تحریک نہ بھی ہوتی اور خدا تعالیٰ مجھے نہ بھی بھیجتا، تب بھی اس مذہب کی حالت ایسی ہو چکی تھی کہ یہ خود بخود نمک کی طرح پگھل جاتا۔میں خدا تعالےٰ کی تائیدوں اور نُصرتوں کو دیکھ رہا ہوں جو وہ اسلام کے لیے ظاہر کر رہا ہے اور میں اُس نظّارہ کو بھی دیکھ رہا ہوں جو موت کا اس صلیبی مذہب پر آنے کو ہے۔اس مذہب کی بنیاد محض ایک لعنتی لکڑی پر ہے جس کو دیمک کھا چکی ہے اور یہ بوسیدہ لکڑی اسلام کے زبردست دلائل کے سامنے اب ٹھہر نہیں سکتی۔اس عمارت کی بنیادیں کھوکھلی ہو چکی ہیں۔اب وقت آتا ہے کہ یکدم یورپ اور امریکہ کے لوگوں کو اسلام کی طرف توجہ ہوگی۔اور وہ اس مُردہ پرستی کے مذہب سے بیزار ہو کر حقیقی مذہب اسلام کو اپنی نجات کا ذریعہ یقین کریں گے۔

(ملفوظات جلد چہارم، صفحہ ،463)

ایک الزامی جواب

(ایک مرتبہ آپؑ کی مجلس میں مفتی محمّد صادق صاحب رسالہ ''بے گناہی مسیح'' سُنا رہے تھے۔اس پر ایک مقام پر مصنف نے آنحضرت ﷺ کی پاک ذات پر محض اس بنا پر حملہ کیا کہ آنحضرت ﷺ نے نکاح کیوں کیا؟ اس پر فرمایا:)

افسوس یہ لوگ ایسے بیہودہ اعتراض کرتے ہیں جن کو کوئی سلیم الفطرت پسند نہیں کر سکتا ایسی باتیں کر کے یہ لوگ کچھ سننا چاہتے ہیں۔اگر یہ اعتراض کرنے سے پہلے اتنا سوچ لیتے کہ ایک شخص جو بیگانی اور بد وضع مشہور عورتوں سے تعلق رکھتا ہے اس کی زندگی کو تو وہ بے عیب اور خدا کی زندگی قرار دیتے ہیں۔پھر جائز طور پر نکاح کرنے والے پر اعتراض کیوں ہے؟ کیا یہ شرم کی بات نہیں ہے۔اپنے گھر میں انجیل کا مطالعہ کرے اور کفارہ کی برکات جو یورپ کو اخلاقی طور پر ورثہ میں ملی ہیں ان پر نظر کرے۔پھر وہ اسلام پر اعتراض کرنے کے لیے مُنہ کھولے۔جس کے گھر میں اس قدر گند ہو اُسے تو شرم آنی چاہیئے۔

(ملفوظات جلد چہارم، صفحہ ،466)

ریجن، لوکل امارت میں اجتماع برائے واقفین نو، واقفات نو کا انعقاد

اجتماع وقف نو ریجن شلیس ویگ میکلن بُرگ

مورخہ 1.7.06 کو ریجن شلیس ویگ میکلن بُرگ کا اجتماع وقف نو مہدی آباد میں منعقد ہوا۔جماعت Lüneburg کے عزیزم لقمان محمود صاحب نے تلاوت قرآن کریم کی اس طرح اجتماع کا آغاز ہوا۔نظم jesteburg, جماعت کے مکرم اطہر محمود صاحب نے کلام محمود سے پڑھی۔اس کے بعد خاکسار نے وقف نو کے شعبہ سے متعلق ریجن کی کارگزاری پر روشنی ڈالی اور آئندہ بہتر رنگ میں کام کو سر انجام دینے کے لئے والدین اور بچوں کے سامنے گذارشات رکھیں۔اس کے بعد افتتاحی دُعا ہوئی۔

اب پروگرام کے مطابق گروپس کے علمی مقابلہ جات تھے جو تین بجے تک جاری رہے۔آخری مقابلہ ''دینی معلومات'' بیمر کی مدد سے کروایا گیا۔

اختتامی تقریب میں تلاوت و نظم کے بعد اجتماع کی رپورٹ پڑھی گئی اور بچوں میں انعامات تقسیم کئے گئے۔دُعا کے ساتھ یہ اجتماع اختتام پذیر ہوا۔

(رپورٹ۔اشفاق احمد سندھو)(لوکل اجتماع، صفحہ نمبر ۲ پر)

کنارے کنارے

منور احمد خالد، کوبلنز

قسط، سوم

کرکٹ کے حوالے سے آسٹریلیا کے بڑے شہروں کے نام وہاں ہونے والے ٹسٹ میچوں کی وجہ سے مانوس تھے مثلاً سڈنی، پرتھ، ملبرن، برزبن، ایڈی لیڈ اور کینبرا وغیرہ۔ آسٹریلیا ایک سب سے بڑا جزیرہ مگر سب سے چھوٹا براعظم ہے۔ تمام بڑے بڑے شہر سمندر کے ساحل پر واقع ہیں۔ جہاں بارش بھی ہوتی ہے اور ہریالی بھی ہے۔ مگر جوں جوں اندرونِ ملک جائیں خشکی اور صحرائی علاقہ ہے اور یہ صحرا دن بدن بڑھتا جا رہا ہے۔ شہروں کو ملانے کے لئے سڑکیں بھی ہیں مگر فاصلے اتنے ہیں کہ ہوائی سفر ہی اچھا ہے۔ بعض شہروں کا آپس میں فاصلہ سات گھنٹے کی ہوائی اُڑان ہے۔ اس لئے ہم یہ تو نہیں کہینگے کہ ہم نے آسٹریلیا دیکھ لیا ہے لیکن دل کو بہلانے کے لیئے کہہ سکتے ہیں۔ اب ہم جس طرح دیگ میں سے چند چاول چکھ کر دیگ کا حال بتایا جا سکتا ہے، آسٹریلیا کا حال بتاتے ہیں۔

آسٹریلیا پہلی بار کپٹن کوک (capt.cook) نے دریافت کیا اور اس کو گورے لوگوں کی کالونی کے لئے مخصوص کر لیا گیا۔ ان گوروں نے وہاں کے مقامی باشندوں ''ابروجنیز'' کا جو چالیس ہزار سال سے وہاں رہ رہے تھے، جانوروں کی طرح شکار کیا اور اپنی ماڈرن تہذیب دکھائی۔ جب ان کی نسل گنتی کی رہ گئی تو پھر ان کو محفوظ کرنے کا خیال اسی طرح پیدا ہوا جیسے بعض جانوروں کی ختم ہوتی ہوئی نسل سے ہمدردی دکھائی جاتی ہے۔

لیکن اس کے ساتھ ہی ان کو شراب اور دیگر نشوں کا ایسا عادی بنا دیا گیا کہ اب یہ دن کو کم ہی نظر آتے ہیں، نشہ میں دُھت پڑے رہتے ہیں جبکہ رات کو جرائم پیشہ افراد سے مل کر جرم کرتے ہیں۔ چند لوگ پیسے کمانے کے لیے پبلک جگہوں پر ایک موٹے سے ڈنڈے جس کے اندر سوراخ کیا ہوتا ہے، کے ذریعے اپنا مخصوص میوزک بجاتے ہوئے دیکھے جا سکتے ہیں ان کی دیکھا دیکھی بعض گوروں نے بھی یہ فن سیکھ لیا ہے اور ان کے ساتھ بیٹھے مانگتے نظر آتے ہیں۔

آخر گوروں کی نسلی برتری ختم ہوئی اور دوسرے لوگوں کو بھی آنے کی اجازت ملی اس طرح اب آسٹریلیا ایک ملٹی نیشن ملک ہے جس میں ہر رنگ و نسل ہر مذہب و ملت کے لوگ رہتے ہیں اور سب غیر ملکی ہیں کوئی پہلے آیا کوئی بعد میں۔ مقامی اور غیر مقامی کے جھگڑوں کی طرح رنگ و نسل کی نفرتیں اور فسادات بھی اُبھر پڑے ہیں۔ بعض اوقات یہ اتنے بڑھتے ہیں کہ خبروں کا موضوع بھی بن جاتے ہیں۔

Blue Mounts

1950 تک یہ دشوار گذار جنگل اور پہاڑی علاقہ تھا جسے عبور نہیں کیا جا سکتا تھا پھر بعض مہم جوؤں نے دریائے Nipeon کے اُس پار، علاقہ کو عبور کرنے کا منصوبہ بنایا اور جوں جوں آگے بڑھے حیرت انگیز مظاہر قدرت اور خوبصورت مناظر ملے کہ کہیں تو ہیبت سے دل دہل جائے اور کہیں خوشبو اور حسن سے دل معطر ہو جائے۔ انہی میں Blue Mounts کا علاقہ ہے جو سڈنی سے ستّر، اَسّی 70|80 کلومیٹر کے فاصلہ پر خوبصورت پہاڑی وادیوں اور دلکش مناظروں پر مشتمل ہے۔ سڈنی میں شدید گرمی ہو تو اس جگہ اگر آپ سانگلہ ہلز جانے والے بنگالی بابو کی طرح کوٹ پر اوور کوٹ اسپر سیال کوٹ اور ان سب پر پٹھانکوٹ پہن کر نہ جائیں تو سردی سے ٹھٹھر جائیں گے۔

یہاں غاروں کا ایک عجیب سلسلہ ہے کہ اگر آپ منتظمین کے انتظام کے تحت نہ گئے تو واپسی یقینی نہیں۔ کہیں گُم ہو جائیں گے۔ اس لئے منتظمین سیاحوں کو قافلوں کی صورت میں گِن کر اندر داخل کرتے ہیں اور دروازہ بند کر دیتے ہیں اسی طرح واپسی پر بھی گِن کر گنگ پورے کرتے ہیں۔ اِن غاروں کے اندر ایک عجیب جہاں آباد ہے جسکی ایک معمولی سی جھلک جس نے کھیوڑہ کی نمک کی کانیں دیکھی ہوں اندازہ کر سکتا ہے۔ غاروں کی چھتوں سے ٹپکنے والے قطروں نے جو کرسٹل بنائے ہیں وہ حیرت انگیز ہیں پھر نیلے پانی کی جھیل جو اپنی خوبصورتی میں بے مثل ہے اور بعض جگہ چشمے، ان گنت غاروں کا سلسلہ، سیڑھیاں چڑھتے رہنے اور اترتے رہنے کی تھکاوٹ تو ہو گی لیکن دلفریب مناظر واپسی تک اس تھکان کو روکے رکھیں گے۔

سڈنی سے Katoombo اسٹیشن کا ٹکٹ لیں اور ٹرین پر بیٹھ جائیں وہ سیدھی آپکو ان غاروں کے پاس لے جائے گی اب آپکی مرضی ہے پیدل چل کر تھوڑا سا گھوم لیں خاص طور پر تین پہاڑیاں جن کو THREE SISTER کہا جاتا ہے اُن کے پاس کھڑے ہو کر فوٹو گرافی کریں۔ بس پر بیٹھ کر ارد گرد کے ماحول کا نظارہ کریں۔ فلائنگ کوچ میں بیٹھ کر دامن کوہ میں جا کر نظارہ کریں اور اگر آپ باہمت ہیں تو منتظمین کے انتظام کے تحت اِن غاروں میں داخل ہو جائیں اور قدرت کی صنعت کاری کا قریب سے معائنہ کریں۔ اِن غاروں میں بعض اوقات آکسیجن کی کمی بھی ہو جاتی ہے اس لیے دمہ کے مریضوں اور دل کے مریضوں کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ آپکی واپسی کی ضمانت نہیں دی جا سکتی۔

سڈنی ھار بر برج Harber Bridge

سڈنی بندرگاہ پر آپ فیری پر سیر کریں مگر سب سے دلچسپ چیز ''ھار بر برج'' ہے۔ بہت ہی خوبصورت قوس کی شکل میں بنا ہوا ہے، بہت اونچا پُل جو دو پہاڑیوں کو ملاتا ہے اور اسکی دلچسپ چیز اسی گولائی میں بنی سیڑھیاں ہیں جو اوپر جاتی اور دوسری طرف اترتی ہیں باہمت لوگ ان سڑھیوں کے ذریعہ پل کو پار کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔

اوپیرا OPERA

اسی جگہ خوبصورت اوپیرا کمپلکس بھی بنا ہوا ہے ہم اندر تو نہ جا سکے اس لیے ''اوپیرا'' کو اوپرا، اوپرا ہی دیکھ کر واپس آ گئے لیکن بیرون بتا رہا تھا کہ اندرون خانہ کیا نہ ہو گا۔

West Point آسٹریلیا اگرچہ بہت وسیع اور کھلی زمینوں کا ملک ہے جہاں اکثر مکانات ایک منزلہ ہی ہیں کیوں کہ جگہ کی کمی نہیں مگر پھر بھی سڈنی کو عالمی شہروں کی طرح COSMOPOLITIN شہر بنانے کے لیے WEST POINT پر اونچی اونچی عمارتوں کا جنگل اُگایا گیا ہے اور تمام کاروباری مراکز ایک ہی جگہ جمع کر دینے سے ٹریفک کے مسائل اور فضائی آلودگی کے مسائل بڑھ گئے ہیں۔ شہر کے اندرون میں ایک گلی میں ایک منزل کی اونچائی پر چھوٹی سی ریل چلتی ہے جو بعض جگہوں کا اُوپر سے دیدار کراتی 5 سٹیشنوں پر سے ہوتی ہوئی 10 منٹ میں واپس آ جاتی ہے آخر ٹورسٹ کو لوٹنا بھی تو ایک ہُنر ہے کہ اس کا کرایہ بہت مہنگا ہے۔

موسم

سڈنی کا موسم قابل اعتبار نہیں۔ ایک پل میں پسینہ پسینہ تو دوسرے پل سمندری ہوا کا ایک تھپیڑا آیا اور آپ ٹھنڈ سے کانپنے لگیں گے۔ سڈنی میں بارش کم ہوتی ہے جبکہ دوسرے شہروں میں قدرے زیادہ ہوتی ہے۔ ویسے پورے آسٹریلیا میں ہر زمیندار کو اپنی زمین میں ایک طرف گڑھا بنانا پڑتا ہے جہاں بارش کا پانی جمع ہو جائے مقامی طور پر اسے ڈیم کہا جاتا ہے یہ جانورں کے کام آتا ہے، خاص طور پر کنگرو یہاں سے پانی پیتے ہیں۔ بڑی زمینداریوں میں یہ پانی کاشت کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ جتنا بڑا اور جتنے زیادہ ڈیم کوئی زمیندار بنالے گا اسکے اُتنے ہی مددگار ہوں گے۔ جانوروں کے پینے کے لیے بھی اور چارہ کے لیے بھی۔

حکومت

صوبوں میں لیبر حکومتیں ہیں جبکہ مرکز میں لبرل، مرکز میں HOWARD صاحب کسی نہ کسی ایشو، خواہ اس کا تعلق امریکہ کے 9/11 سے ہو یا عراق اور ایران سے، مسلمانوں کے خلاف عالمی نفرت کا فائدہ اٹھا جاتے ہیں اور بش بلیئر ٹولا میں شامل ہیں۔ لیکن بعض آسٹریلوی کہتے ہیں کہ ہم جان بوجھ کر مرکز اور صوبوں میں الگ الگ پارٹیوں کو ووٹ دیتے ہیں کہ وہ مادر پدر آزاد نہ ہو جائیں، Check aut Balance قائم رہنا چاہئے ورنہ اپنی مرضی کے قانون منظور کرا کر ملک کو ہی نقصان نہ پہنچا دیں (پاکستان میں واقعی ایسا ہو چکا ہے)

معیشت

آسٹریلیا معدنیات سے مالا مال ملک ہے کوئلہ، سونا، ہیروں کے علاوہ یورنیم کا بہت بڑا ذخیرہ ہے اور آئندہ سالوں میں مالی وسعت میں بہت ترقی کے امکانات ہیں حال ہی میں امریکہ نے ہندوستان کے ساتھ جو ایٹمی تعاون کا معاہدہ کیا ہے اس کے لیے یورینیم آسٹریلیا فراہم کرے گا۔ سیاحت روز افزوں ترقی پر ہے جسکی وجہ سردیوں میں گرم موسم کے علاوہ بحرالکاہل کی چاروں طرف پھیلی ہوئی بیچز ہیں

آسٹریلیا میں چار قسم کے لوگ جا کر رہ سکتے ہیں، اوّل، جو انتہائی تعلیم یافتہ ہوں اور اپنے فن میں ماہر ہوں اُن کو تمام دنیا سے ویزہ دے دیا جاتا ہے اور نوکری بھی مل جاتی ہے دوئم۔ وہ جو کاروباری لوگ ہوں اور کم از کم ایک لاکھ ڈالر شو کریں کہ ہم نے کاروبار کرنا ہے ان کو ویزہ مل جاتا ہے تیسرے۔ شادی کی بنیاد پر، میاں کو بیوی اور بیوی کو میاں کی بنیاد پر ویزہ مل جاتا ہے۔ چوتھے، مظلوم اور سیاسی و مذہبی اعتبار سے ستائے ہوئے اگر ثابت کر دیں کہ وہ واقعی مظلوم ہیں، اُن سے بھی ہمدردی کی جا رہی ہے۔ مگر اب آہستہ آہستہ ماند پڑتی جاتی ہے۔

بقایا صفحہ 1 اجتماع وقف نو لوکل امارت بینز ہائیم

مورخہ 10 ستمبر کو حال ہی میں بننے والی نئی لوکل امارت ''بینز ہائیم'' کا پہلا اجتماع وقف نو منعقد ہوا۔

تلاوت و نظم کے بعد لوکل امیر مکرم حمید احمد خالد صاحب نے افتتاحی خطاب فرمایا۔ نصائح کے ساتھ آپ نے یہ جائزہ بھی لیا کہ کتنے بچے روزانہ صبح تلاوت قرآنِ کریم کرتے ہیں۔ اس کے بعد جائزہ نصاب کا وقت تھا۔ منصفین نے ہر بچے سے الگ الگ اُس کے گروپ کا نصاب سُنا اور نمبر دیئے، اس طرح مقابلے کے لئے بچوں کو چار گروپس میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔

طعام اور نماز کے وقفہ کے بعد علمی مقابلہ جات شروع ہوئے۔ تلاوت، نظم، تقریر، کے مقابلہ جات کے بعد اختتامی تقریب شروع ہوئی جس کی صدارت مکرم حمید احمد صاحب لوکل امیر ڈارمشٹٹ نے کی۔ تلاوت اور نظم کے بعد آپ نے اوّل، دوم، سوم آنے والے بچوں میں انعامات تقسیم کیئے، اور بچوں کو اپنی نصائح سے نوازا۔ اختتامی دُعا کے ساتھ لوکل امارت کا یہ پہلا اجتماع اختتام پذیر ہوا۔

(رپورٹ۔ محمد انور، سیکرٹری وقف نو، لوکل امارت

تاثرات مہمانانِ کرام بیرون از جرمنی بر موقع جلسہ سالانہ جرمنی 2006ء

تحریر۔ شیخ کلیم اللہ، نمائندہ خصوصی اخبار احمدیہ جرمنی

☆مکرم ڈاکٹر عبدالخالق صاحب، نائب صدر انصار اللہ پاکستان:

مکرم ڈاکٹر عبدالخالق صاحب، جو اس جلسہ میں مہمان مقرر کی حیثیت سے شامل ہوئے تھے، سے ہم نے اس جلسہ کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کرنے کی درخواست کی تو انہوں نے فرمایا ”پاکستان میں اگر جلسہ کو بند کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے ہر ملک میں جلسہ کرنے کی توفیق دے دی، ربوہ میں 6 لنگر خانے بند کردیئے گئے لیکن اب ہر ملک میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے لنگر خانے چل رہے ہیں“۔ محترم ڈاکٹر صاحب نے آنسوؤں بھری آنکھوں اور رقت آمیز الفاظ کے ساتھ فرمایا کہ جرمنی کے جلسہ نے تو ربوہ کے جلسہ کی یاد تازہ کردی ہے، یہ جلسہ وسیع ہونے کیساتھ ہر لحاظ سے ایک نہایت کامیاب جلسہ تھا، اسکے انتظامات میں شعبہ جات میں کام کرنے والے جس میں چھوٹے بڑے نہایت خلوص اور لگن سے کام کررہے ہیں دیکھ کر بہت لطف آیا خصوصاً لنگر خانہ میں نوجوانوں کو دیگیں صاف کرتے ہوئے دیکھ کر بہت خوشی ہوئی، جو کہ ناقابل فراموش ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان میں کتنا خدمت کا جوش ہے (اس مرتبہ لنگر خانہ میں دیگیں صاف کرنے کی ڈیوٹی ہمبرگ سٹی کی تھی)۔ اس جلسہ میں حضور انور کی کمی کو بہت محسوس کیا گیا جس کو جماعت جرمنی بہت محسوس کرتی ہے کیونکہ حضور انور جرمنی کے ہر جلسہ میں شریک ہوکر اسے رونق بخشتے ہیں۔ اخبار احمدیہ کی وساطت سے جماعت جرمنی کے احباب کو میرا پیغام ہے کہ حضور انور کے خطبات باقاعدگی سے سنا کریں اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کیا کریں۔

☆مکرم شریف احمد بنگلی صاحب، کارکن وکالت مال ثانی شعبہ وصایا ربوہ پاکستان:

آپ نے اپنے یادوں کے جھروکے سے جلسہ کی تاریخ میں جھانکتے ہوئے ہمیں بتایا کہ میں حضرت مصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جلسوں میں بھی شریک ہوا ہوں، جماعت جرمنی کے جلسہ میں میں پہلی مرتبہ شریک ہوا ہوں۔ اس جلسہ نے اُن جلسوں کی یاد تازہ کردی، اُن جلسوں میں صحابہؓ بھی شامل ہوتے تھے اُس کا بھی اپنا ایک رنگ ہوا کرتا تھا اور تربیت پر بہت زور دیا جاتا تھا۔ جماعت جرمنی کا جلسہ ہر لحاظ سے کامیاب جلسہ تھا۔ پرچم کشائی کی تقریب میرے لئے ناقابل فراموش ہے، وہ بچوں کا نظمیں پڑھنا اور جھنڈوں کے رنگ کی مناسبت سے رنگ برنگے غباروں کو اڑانا، بہت اچھا لگا۔

اخبار احمدیہ کی وساطت سے جماعت جرمنی کے احباب کو میرا پیغام ہے کہ حضور انور کی ہر بات پر لبیک کہتے ہوئے خلافت کے ساتھ چمٹیں رہیں۔

☆مکرم محمود احمد ناصر صاحب، امیر جماعت بورکینا فاسو، افریقہ:

نے فرمایا! میں پہلے بھی جلسہ سالانہ جرمنی میں شریک ہوا ہوں۔ اِس وقت اس جلسہ میں حضور انور کی کمی کو بہت محسوس کیا جارہا ہے لیکن اسکے باوجود حاضری ماشاء اللہ بہت خوش کن ہے۔ یہ جلسہ اپنے تمام انتظامات کے اعتبار سے ایک کامیاب جلسہ ہے۔ ایک سوال کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت بورکینا فاسو بہت ترقی کررہی ہے کثیر تعداد میں بیعتیں بھی ہورہی ہیں۔ پہلے تربیت کی بہت کمی تھی لیکن اب مربیان کی تعداد بڑھنے سے تربیت میں بہت خوش کن اضافہ ہے، جماعت بورکینا فاسو کا اپنا ریڈیو اسٹیشن ہے اسکے علاوہ جماعت کے دیگر رسائل اور اخبار باقاعدگی سے شائع ہورہے ہیں۔ اخبار احمدیہ کی وساطت سے جماعت جرمنی کے احباب کو میرا پیغام ہے کہ یہاں جلسہ پر ہم جو نیکی کی باتیں سنتے ہیں انہیں ہمیشہ یاد رکھیں اور اسے اپنی عملی زندگی کا حصہ بنائیں۔

☆Dr. Bujar Ramj، البانیہ۔:

ہمارے البانیہ کے معزز مہمان مکرم ”بیار رامی“ صاحب نے اپنا تعارف کرواتے ہوئے جلسہ کے بارے اپنے تاثرات یوں بیان فرمائے۔! میں ملٹری کا ریٹائرڈ جنرل ہوں، میں نے جرائم اور مافیا پر ایک Thesis لکھا جس پر مجھے ڈاکٹریٹ کی ڈگری ملی۔ میں 6 سال قبل اسلام سے متعارف ہوا، لیکن اسکے باوجود میں ایک لمبا عرصہ سے سچائی کی تلاش میں تھا کہ ایک سال قبل میری ملاقات البانیہ میں ڈاکٹر عبدالشکور اسلم صاحب (صدر جماعت البانیہ) سے ہوئی تو میں جماعت سے متعارف ہوا اور جماعت کا لٹریچر پڑھنے کا موقعہ ملا، کیونکہ میں پہلے محسوس کرتا تھا کہ اسلام کو اس وقت خلافت کی ضرورت ہے اور یہ نعمت جماعت احمدیہ میں موجود ہے اور یہ ایک بہت بڑی سچائی ہے، جس کو دیکھ کر میں اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی ہوچکا ہوں۔ میں پہلی مرتبہ جلسہ میں شریک ہوا ہوں ۔ یہاں آکر مجھے بہت سے لوگوں سے ملنے کا موقعہ ملا، یہاں کے پاکیزہ ماحول اور نیک باتیں تقریروں میں سنکر بہت لطف آیا اور اپنی خوش قسمتی پر شکر ادا کیا کہ میں بھی اب جماعتِ احمدیہ جو ایک فیملی کی مانند ہے اس میں شامل ہوچکا ہوں

اخبار احمدیہ کی وساطت سے جماعت جرمنی کے احباب کو میرا پیغام ہے کہ میں جماعت احمدیہ کی فیملی میں شامل ہوا ہوں اور مجھے یہاں کا ماحول بہت پسند آیا ہے کیونکہ سچائی، محبت اور بھائی چارے سے ایک اچھا ماحول پیدا کرکے ہم دنیا میں ایک تبدیلی لاسکتے ہیں، یہ چیز ہم میں ہمیشہ قائم رہنی چاہئے۔

☆Mr.Erald Bezhani، البانیہ:

کے نوجوان غیر از جماعت مہمان جلسہ تھے۔ آپ نے اپنے خیال کا اظہار اس طرح کیا۔ میں ترانہ یونیورسٹی میں چوتھے سال کا طالبعلم ہوں، میں یوتھ آرگنائزیشن کا ممبر ہوں اور طلباء کی ایک پارٹی NGO کا چیرمین ہوں۔ میرے والدین کا تعلق تدریس کے شعبہ سے ہے۔ میں جماعت احمدیہ البانیہ کے ایک ترجمان کے ذریعہ سے جماعت سے متعارف ہوا۔ میرے والدین بھی جماعت سے متعارف ہیں اور ایک مثبت رائے رکھتے ہیں۔ میں ایک مرتبہ پہلے جلسہ سالانہ بوزنیا میں بھی شریک ہوا ہوں لیکن یہ جلسہ تعداد کے لحاظ سے ایک بہت بڑا جلسہ ہے جو کہ بہت منظم طریق پر آرگنائز کیا گیا ہے۔ یہاں تقاریر میں ایک پیغام تھا جو کہ ہمیشہ یاد رکھنے کے قابل ہے اور میں ہمیشہ یاد رکھوں گا، نیز مجھے یہاں لوگوں میں آپس میں محبت اور دوستانہ نے بہت متاثر کیا ہے جو کہ ناقابل فراموش ہے۔

☆Mr.Suljman Dervishi
محترم سلیمان درویشی صاحب

ایک غیر از جماعت معمر دوست ہیں جو البانیہ سے تشریف لائے ہوئے تھے آپ نے فرمایا! البانیہ میں پہلے کمیونیزم تھا، چالیس برس قبل یہاں اسلام متعارف ہوا۔ میں نے ایک مرتبہ دو مینار کی مسجد دیکھی تو میں وہاں جمعہ کی ادائیگی کیلئے چلا گیا جو کہ جماعت احمدیہ کی مسجد ہے اور وہاں اسلام کے عین مطابق باتیں ہورہی تھیں۔ اسکے بعد سے اب تک تین سال گذر گئے ہیں میں اب بھی وہیں نماز ادا کرتا ہوں۔ البانیہ میں اور بہت سی اسلامی تنظیمیں ہیں لیکن میں نے جماعت احمدیہ میں اسلام کی اصل تصویر دیکھی اور جماعت احمدیہ کو اسلام کا اصل نمائندہ پایا۔ اس جلسہ کے ماحول کو میں نے بہت دوستانہ پایا حالانکہ میں نے دو مرتبہ حج بھی کیا ہوا ہے۔ میں جماعت کا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے یہاں آنے کی دعوت دی جس سے مجھے اسلام کی تعلیم سیکھنے کا موقعہ ملا۔ میرا مشورہ ہے کہ ایسے مواقعہ البانیہ میں بھی پیدا کئے جائیں اور البانیہ کے لوگوں کو بھی زیادہ تعداد میں یہاں بلایا جائے تاکہ وہ اسلام کی باتیں سیکھ کر جائیں۔

☆مکرم یونس داؤدا صاحب، صدر جماعت بوٹونو، بینن افریقہ:

نے جلسہ کے بارے میں بیان فرمایا کہ میں پہلے بھی متعدد بار جلسہ سالانہ جرمنی میں شریک ہوچکا ہوں اسکے علاوہ فرانس، نائجیریا اور لندن جلسہ میں بھی شامل ہونے کی سعادت مل چکی ہے لیکن جماعت جرمنی کا جلسہ تعداد کے اعتبار سے ایک بہت بڑا جلسہ ہوتا ہے اور آپ کے جلسہ سے بہت کچھ سیکھ کر جاتا ہوں۔ اس مرتبہ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے انتظامات اور تقاریر بہت اچھی تھیں۔ میں نے اپنے بڑے بھائی کے ذریعہ 1967ء میں بیعت کی تھی۔ میرا پیغام ہے کہ ہمیں احمدیت کو صحیح طور پر سمجھ کر اپنے اندر تبدیلی اور نیکیوں میں ترقی کرنی چاہئے۔

☆Mr. Amadani Chakirou، بینن افریقہ (حال مقیم Neuberg Donau):

آپ نے جلسہ کا تنقیدی جائزہ لیتے ہوئے بیان فرمایا۔ میرا تعلق بینن کے ایک مسلمان گھرانے سے تھا۔ میں نے ایک عیسائی اسکول میں تعلیم حاصل کی، میں نے بچپن سے ہی مسلمانوں کو اور ملاؤں کو اسلام کی تعلیمات کے خلاف کام کرتے ہوئے پایا تھا، اس وجہ سے میرے اندر اسلام سے دلچسپی ختم ہوگئی۔ ایک مرتبہ میں نے احمدیہ مسجد دیکھی اور وہاں پر احمدیوں کو دیکھا اور انکی عبادات میں خضوع خشوع دیکھ کر احمدیت میں دلچسپی پیدا ہوئی اور میں نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے 1989ء میں بیعت کرلی۔ میری بیعت کرنے کی وجہ سے میری والدہ بہت رنجیدہ تھیں لیکن اب مجھے جب اس حال میں دیکھتی ہیں تو کہتی ہیں کہ یہی صحیح راستہ ہے اور اصل اسلام کی تصویر احمدیت میں ہی ہے۔ جرمنی کے جلسہ میں ضیافت، افریقہ کے جلسہ سے بہت مختلف ہوتی ہے یعنی ڈشز اور بیٹھ کر کھانے کا مختلف انداز ہے۔ لیکن یہاں کی ڈشز اور انداز بھی بہت اچھا ہے۔ میں نے جرمنی میں بہت سے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو بڑی خدمت کرتے ہیں لیکن روحانی طور پر بہت کمزور ہیں، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جماعت کے لوگوں میں جو روح دیکھنا چاہتے تھے اس میں ابھی بہت کمی ہے، میں بھی ابھی تک ایسا نہیں ہوا جیسا حضرت مسیح موعود علیہ السلام چاہتے تھے میں نے بہت سی کتابیں پڑھی ہیں اور میں کوشش کرتا ہوں کہ میں روحانی طور پر ویسا ہو جاؤں، اللہ تعالیٰ سے تقویٰ کیلئے دعا کرتا ہوں، میں مادی چیزوں کیلئے دعا نہیں کرتا لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ نے مجھے بہت کچھ دیا ہے۔ ☆ ☆ ☆

Vol. 11 Monthly Akhbar-e-Ahmadiyya Germany Issue 10

National Shoba Tasneef, Ahmadiyya Muslim Jamaat, Genfer Str.11, 60437 Frankfurt/M, Tel:069-50688652, Fax:069-50688666, Email: akhbar3@yahoo.com

سائنس کی خبریں

ڈیجیٹل ناک

مرسلہ۔ولید ناصر

سونگھنے کی مشین جس سے روزمرہ کی زندگی میں انقلاب برپا ہوسکتا ہے

الم ناک، خطرناک اور خوف ناک کا دور تو سدا بہار ہے ڈیجیٹل ناک کا دور اب شروع ہوا ہے۔ ٹیکنالوجی کے ذریعے مناظر اور آوازوں کو منتقل کرنا اور پیدا کرنا تو آسان ہو چکا ہے۔ آدمی ان میں جوڑ توڑ، ترامیم اور ردوبدل بھی کرنے لگا ہے لیکن قوت شامہ یا سونگھنے کی حس پر ٹیکنالوجی نے کوئی توجہ نہیں دی۔ سونگھنے کی حس یا بو کے ذریعے بعض اوقات وہ اطلاعات مل جاتی ہیں جو دیگر حواس کے ذریعے ممکن نہیں۔ اس خیال نے نئی ٹیکنالوجی کا دروازہ کھول دیا ہے۔

سائنسدان کئی برسوں سے یہ جاننے کی کوشش کر رہے تھے کہ ایسے طریقے معلوم کریں جن سے ناک کی صلاحیت مصنوئی طور پر حاصل ہو جائے۔ برکلے میں یونیورسٹی آف کیلیفورنیا کے ایک سائنسدان نے برقی ناک کی ایک قسم بنائی ہے۔ یہ آلہ سونگھ کر بہت کچھ بتا دیتا ہے۔ جو کچھ روایتی کیمیکل سنسرز کے ذریعے معلوم کیا جاسکتا تھا یہ ناک اس سے بڑھ کر معلومات فراہم کرتی ہے۔ مثال کے طور پر کسی ایک کیمیکل کا سراغ لگانے کے لئے کوئی نیا سنسر بنانا مہنگا پڑتا تھا پھر یہ سنسر کسی اور چیز کا سراغ لگانے کے لئے استعمال نہیں ہوسکتا تھا۔ یہ ایسا ہی تھا جیسے کوئی کیمرہ محض سرخ چیزوں کی تصاویر بنانے کے لئے ایجاد کیا جائے باقی چیزوں کی تصویر کشی نہ کر سکے۔ لیکن الیکٹرانک نوز (Electronic Nose) سونگھنے کے تمام کام کرسکتی ہے اس کے ذریعہ کھانے پینے کی اشیاء سونگھی جاسکتی ہیں، کوالٹی کنٹرول کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے اور دھماکہ خیز اشیاء کا سراغ بھی لگایا جا سکتا ہے۔ یہ تمام کام ایک ہی 'سمارٹ ناک' کے ذریعے سے ہوسکیں گے۔

اس برقی ناک کی ایجاد کی تحریک انسانی ناک ہی سے حاصل ہوئی۔ انسانی ناک میں کروڑوں ایسے خلیات ہوتے ہیں جو نظام شامہ کو تشکیل دیتے ہیں یہ خلیات Olfactory نظام بناتے ہیں اور اس کے ذریعے ممکن ہوتا ہے کہ لاکھوں طرح کی بدبو یا خوشبو کو سمجھ سکیں۔ مصنوعی ناک میں تین چار سو مختلف اقسام کے Receptors لگے ہوئے ہیں جو مختلف اقسام کی بو پر مخصوص ردعمل ظاہر کرتے ہیں۔ امریکی سائنسدان کی ڈیجیٹل ناک میں یہ خوبی ہے کہ انہوں نے اس میں پولیمر فلمز (Polymer Films) کی جگہ بڑی تعداد میں ٹرانزسٹر لگائے ہیں جو مختلف اقسام کے سیمی کنڈکٹر مواد سے بنے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ٹرانزسٹر محسوس کرنے کے لئے آئیڈیل ہوتے ہیں۔ مختلف مواد سے بنے ٹرانزسٹر مختلف کیمیکلز پر مختلف ردعمل ظاہر کرتے ہیں اور ہر بو پر مختلف سگنل حاصل ہوتے ہیں۔ خیال کیا جارہا ہے کہ اس مفید ناک کا استعمال بہت وسیع ہوگا یہ اس قدر سستی ہوگی کہ اسے کھانے اور دواؤں کے ڈبوں میں لگایا جاسکے گا اور یہ پتہ چل سکے گا کہ کونسی چیز قابل استعمال ہے اور کونسی خراب ہوچکی ہے۔

سانس کی بو سے پھیپھڑوں کے سرطان کا قبل از وقت سراغ لگانے والی ناک نہ صرف ایجاد ہوچکی ہے بلکہ امریکی فوڈ اینڈ ڈرگ ایڈمنسٹریشن نے اس کی منظوری بھی دے دی ہے اسے Breathalyser کا نام دیا گیا ہے۔ مستقبل میں اس کے ذریعے چھاتی کے سرطان اور ٹی بی کا قبل از وقت سراغ لگایا جا سکے گا۔ اسے استعمال کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ مریض دو منٹ تک اس آلے میں سانس لے، یوں مریض کی سانس سے خارج ہونے والا نامیاتی مواد اس میں جذب ہو جاتا ہے یہ وہ مواد ہوتا ہے جو مریض کے خون میں گردش کرتا ہے اور نہایت معمولی مقدار میں سانس سے خارج ہو رہا ہوتا ہے اب اس مواد کی آلے میں موجود سطح کو جانچا جاسکتا ہے۔

یہ ناک سانس میں موجود انتہائی معمولی مواد کو بھی سونگھ لیتی ہے۔ اگر مواد کے مخصوص بائیس Combination دستیاب ہوں تو یہ پھیپھڑوں کے سرطان کی بالکل درست نشاندہی ہے اگر اس ابتدائی مرحلہ پر کینسر کا خطرہ سونگھ لیا جائے تو مریض کی زندگی میں پانچ برس کا اضافہ ممکن ہو جاتا ہے گویا اب سمارٹ ناک کے ذریعے پھیپھڑوں کا سرطان پہلی سٹیج پر معلوم کیا جاسکتا ہے۔

سونگھنے کی ٹیکنالوجی میں ایک اضافہ یہ بھی ہے کہ اس سے نفسیاتی مریضوں کا علاج کیا جاسکتا ہے۔ اس سلسلے میں ایک اگلا قدم 'ڈیجیٹل سینٹ' ہے۔ یہ ڈیجیٹل بو ہے جو انٹرنیٹ کے ذریعے سب تک پہنچ سکتی ہے۔ یہ کمپنی بو کے جنریٹر بنانے کی کوشش کر رہی ہے جنہیں برقیاتی نظام سے کنٹرول کیا جائے گا۔ Smell ٹیکنالوجی کی ایک اور نوع بھی سامنے آرہی ہے یہ بو کا سراغ لگانے یا اسے بیدار کرنے کا کام نہیں کرتی بلکہ قوت شامہ کو روک دیتی ہے یعنی کوئی بو محسوس کرنے نہیں دیتی۔ اس کی افادیت یہ ہے کہ بڑی تباہی یعنی زلزلے وغیرہ کے نتیجے میں لاشوں کی جو بدبو پھیلتی ہے وہ امدادی کام میں بڑی رکاوٹ ہے اس کے نتیجے میں امدادی کارکن خود بیمار ہونے لگتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ یہ بدبو کئی برسوں تک انہیں نفسیاتی مسائل میں مبتلا رکھتی ہے۔ اس صورت سے نجات حاصل کرنے کے لئے ایسی کریم یا جیل بنائی گئی ہے جو کہ اس نوعیت کی روایتی چیزوں سے یکسر مختلف ہے یہ حس شامہ پر براہ راست اثر انداز ہوتی ہے اسے ایک اسرائیلی کمپنی نے تیار کیا ہے۔ یہ کریم نتھنوں کے نیچے لگا دی جاتی ہے اور ایسے غیر مضر مرکبات خارج کرتی ہے جو بو کا احساس پیدا کرنے والے ریسپٹرز پروٹین کو روک دیتے ہیں۔ اس سے سانس لینے میں کوئی دشواری نہیں ہوتی۔ اسے آپریشن تھیٹرز ہی نہیں بلکہ گھروں میں عمومی طور پر بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔

(حوالہ کے لئے دیکھیں۔www.urdulife.com)

جہاد بالنفس

خلاصہ تقریر امیر جماعت احمدیہ جرمنی مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب، برموقع جلسہ سالانہ جرمنی 2006ء

جرمنی کے 31ویں جلسہ سالانہ کے پہلے دن اپنی تقریر کا آغاز کرتے ہوئے امیر جماعت احمدیہ جرمنی مکرم ومحترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب نے کہا کہ ''ایک مسلمان کی حیثیت سے ہمارے لیئے آنحضرت ﷺ کی زندگی نمونہ ہے''۔ آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' میں درج شدہ ''نفس لوامہ'' کی تشریح بیان کی کہ یہ نفس کو ملامت کرتا ہے اور ترقی کی طرف لے جاتا ہے۔

آپ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف لے جانے کے کئی راستے ہیں۔ ایک راستہ خدمت ہے۔ خدمت کا ایک طریقہ جماعت کے لئے وقت کی قربانی کرنے کا بھی ہے۔ یہ برکات کا موجب بنتا ہے۔ بڑے اور چھوٹوں، سب کو آگے آنا چاہئے اور خدمت مثلاً وقارِعمل میں حصہ لینا چاہئے۔ اپنے چندے آمد ہونے پر پہلے ادا کریں نہ کہ بعد میں، نقصان اور مسائل اُس وقت گھیر لیتے ہیں جب انسان اپنی بساط سے زیادہ خرچ کر لیتا ہے۔ خرچ کرنے سے پہلے سوچیں کہ کیا یہ ضروری خرچ ہے۔ آنحضرت ﷺ کے قدموں میں ساری دنیا کی دولتیں ڈال دی گئیں مگر آپ ﷺ نے سادہ زندگی کو ترجیح دی۔ آج کل کمپنیاں اشتہارات کے ذریعہ لالچ دے دے کر خریدنے پر آمادہ کرتی ہیں، ایسے اشتہارات کو کوڑے کی ٹوکری میں پھینک دیا کریں۔ امیر صاحب نے مزید عائلی اور جماعتی زندگی میں اُن مقامات کی نشان دہی کی جہاں بار بار جہاد بالنفس کی ضرورت پڑتی ہے۔ اور معاشرے کی برائیوں کی نشان دہی کرتے ہوئے فرمایا ''معاشرے کی بُرائیاں جنّ کی طرح بے قابو ہوگئی ہیں دنیا اسے قابو نہیں کر سکتی، اب احمدیوں کو اُسے واپس بوتل میں بند کرنا ہے۔ جنسی جذبات کو کنٹرول رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ ننگی تصویریں اور رقص والی فلمیں وغیرہ نہ دیکھی جائیں، ایسے گندے رسائل و اخبارات گھروں میں بکھرے پڑے نہ ہوں۔ یہاں جہاد بالنفس ضروری ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ جنہیں شادی کی توفیق نہیں وہ روزے رکھیں۔ اپنا جائزہ لیں اور اگر آپ میں حسد، بغض، غصّہ، ہنسی ٹھٹھہ، تنقید کو برداشت نہ کرنا، جھوٹ بولنا، الزام تراشی، دوسرے کو ذلیل کرنے جیسی بُرائیاں موجود ہیں تو ان کے ساتھ جہاد کریں، ان کی موجودگی میں آپ کامیاب نہیں ہوسکیں گے۔ آپ نے آنحضرت ﷺ کی وہ دعائیں بھی دہرائیں جو اپنے نفس کو درست رکھنے کے لئے آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کو سکھائیں ہیں۔ امیر صاحب نے فرمایا، ہم میں سے ہر ایک اس جہاد میں شامل ہو جائے مزید ہم دوسروں کی مدد کریں، اللہ ہماری مدد کرے گا۔ عہدہ دار کی عزت اور اطاعت کرنی ضروری ہے، خاص طور پر اُس وقت جب وہ آپ کے معیار پر پورا نہ اترتا ہو۔ عہدہ داروں کو یاد رکھنا چاہئے کہ اگر کوئی اُنہیں بُرا کہے اور غصہ دلائے تو اُس وقت اپنے آپ پر کنٹرول کرنا ہی جہاد ہے۔ آپ نے حال ہی میں ورلڈ فٹ بال میچ میں ہونے والے ایک واقع کی مثال دیتے ہوئے کہا، وہ جو ایک مقبول ترین کھلاڑی تھا، مگر لاکھوں لوگوں کے سامنے اپنے غصّہ کو ضبط نہ کرسکا اور بدنام ہوا۔ بچے کہ رہے تھے اُسے گالی دی گئی تھی۔ یہی تو موقع تھا صبر کا، نفس کے جہاد کا۔

حضرت مسیح موعودؑ نے توجہ دلائی ہے کہ ہماری جماعت کے لوگوں کو گالیوں کا جواب گالیوں سے نہیں دینا چاہئے۔ نفس مطمئنہ اسی دنیا میں عطاء ہوتا ہے جو دوسری زندگی میں ڈھل جاتا ہے۔ اس راہ میں صبر اور دُعا سے کام لیں۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆